AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Recognized in "Y" Category Journal by HEC
ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

**Volume IV, Issue II**
Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index
Category Y
Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

**Article:** اجتماعی عدل پر اسلامی تعلیمات

**Authors & Affiliations:**
[1] **Farooque Ahmed Channa**
*PhD Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture University of Sindh Jamshoro.*
[2] **Dr. Hameedullah Bhutto**
*Associate Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture University of Sindh Jamshoro.*

**Email Add:** [1] farooquechanna4@gmail.com
[2] hameedullah.bhutto@usindh.edu.pk

**ORCID ID:** [2] https://orcid.org/0000-0003-2219-1277

**Published:** 2024-04-24

**Article DOI:** https://doi.org/10.5281/zenodo.13205495

**Citation:** Farooque Ahmed Channa, and Dr. Hameedullah Bhutto. 2024. "اجتماعی عدل پر اسلامی تعلیمات: ISLAMIC TEACHINGS ON COLLECTIVE JUSTICE". AL MISBAH RESEARCH JOURNAL 4 (02):78-92. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/273.

**Copyright's info:** Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

ASIAN Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
EuroPub
Academic Resource Index ResearchBib
BASE
DRJI
OCLC WorldCat
Society for Indexing and Impact Factor Service ROOTINDEXING
Google Scholar

Published by Institute of Culture and Ideology, Islamabad.
+92-313-305-2561, +92-300-030-9933
www.almisbah.info
REINCI
Purifying Culture & Ideology with Divine Guidance

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 78-92

# اجتماعی عدل پر اسلامی تعلیمات

# ISLAMIC TEACHINGS ON COLLECTIVE JUSTICE

* Farooque Ahmed Channa
**Dr. Hameedullah Bhutto

## ABSTRACT

Islam emphasizes the importance of justice in both individual and collective life. The Islam teaches its followers to adopt justice in all aspects of life, which has attracted non-Muslim nations to Islam. The justice system of Islam played a significant role in its spread across three continents by the end of the first century. Islam's Shari'ah has demonstrated the possibilities of a just system, earning praise from Orientalists and Europeans. Islamic collective justice prioritizes the rights of society, eliminating discrimination based on name, lineage, caste, nationality, color, and race. Everyone is equal under the banner of justice, with priority given to those who excel in worship and piety. Islam commands the state to uphold justice and forbids injustice. When the state practices justice, individuals and institutions are protected from oppression. The state's responsibility is to maintain justice and fairness among its subjects, regardless of their religion. The state of Madinah serves as an ideal model, with the Messenger of Allah making fair and just decisions for non-Muslims living in the vicinity. Justice is integral to both law and religious duties, with harsh promises for the unjust and oppressors in the Holy Qur'an. This article discusses Islamic collective justice, the responsibilities of an Islamic state, and the consequences for the righteous and wrongdoers in the hereafter.

**Key words:** Collective Justice, Aspect, Profess, Injustice, Insurrection, Trust, State of Madinah, Tidings, Harsh Promise

## عدل ایک فطری قانون ہے

اسلام اللہ تعالی کے احکامات کے مجموعے کا نام ہے۔ اسلام کا مطلب ہے اللہ تعالی کی طرف سے انسانوں کے لیے مقرر کردہ راستہ جس پر چل کر پوری زندگی بسر کرنے سے اللہ تعالی کی رضا کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسلام اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کردہ ایک قانون ہے۔ اپنے خالق سے کسی بھی قسم کی ناانصافی کا تصور بھی محال ہے۔ اسلام سراپا عدل ہے۔ اسلام کے بنیادی اثاثے قرآن مجید و سنت رسول ﷺ عدل کا سب سے بڑا ذخیرہ ہیں۔ اللہ تعالی نے اس کائنات کا سارا نظام عدل پر ہی مبنی فرمایا ہے۔ اس کائنات میں موجود سارے نظاموں کے سارے فطری قوانین اور بنیادی حیات کی بنیاد عدل پر ہی واقع ہے۔ یہ ایک لازوال اور بے بدل فطرت ہے۔ عدل انسانی نظام کی اصل بنیاد اور ایک عالمگیر

* PhD Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture University of Sindh Jamshoro.
**Associate Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture University of Sindh Jamshoro.



ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

حقیقت ہے۔ اسی پر ہی سارے انسانی معاشرے اور کائنات میں موجود سارے نظام قائم ہیں۔ اس کے نہ ہونے سے پوری دنیا کا سارا نظام ختم ہو جائے گا۔ عدل ایک غیر متبدل سنت اللہ ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ "[١]

" اللہ نے خود اس بات کی گواہی دی ہے، اور فرشتوں اور اہل علم نے بھی، کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے انصاف کے ساتھ (کائنات) کا انتظام سنبھالا ہوا ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جس کا اقتدار بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل۔"

اس آیت میں خالق کائنات نے یہ واضح طور پر بتادیا ہے کہ اس کائنات کا پورا نظام صرف اور صرف اللہ تعالی کے عدل و انصاف کی وجہ سے قائم ہے۔ یہی بنیادی وجہ ہے کہ ان ساری شریعتوں جو منزل من السماء ہیں کا نصب العین عدل و انصاف کا قیام ہی رہا ہے۔[٢] اسلام عدل و انصاف پر قائم رہنے پر دنیا و آخرت کی کامیابی کو محمول کرتا ہے۔ چنانچہ فرمان الہی ہے:

"یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ ہُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ"[٣]

" اے ایمان والو! ایسے بن جاؤ کہ اللہ (کے احکام کی پابندی) کے لیے ہر وقت تیار ہو، (اور) انصاف کی گواہی دینے والے ہو۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو۔ انصاف سے کام لو، یہی طریقہ تقوی سے قریب تر ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔"

اس آیت میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ تقوی جو انسانوں میں درجہ بندی کی ایک اہم کسوٹی ہے، اس کی بنا پر ہی انسان اپنے خالق سے زیادہ مقرب بن جاتا ہے اور دوسروں پر فوقیت حاصل کرلیتا ہے۔ تقویٰ ہیں اہل ایمان انسان کے ہر عمل کی کسوٹی ہے۔ تقویٰ بھی عدل و انصاف کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ تقویٰ اور عدل ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عدل تقویٰ کے بغیر اور تقویٰ عدل کے بغیر نامکمل ہوتا ہے۔ انصاف اور عدل تقویٰ کے لئے ضامن ہے، جس کو پورا کرنا ہر مسلمان پر اسلام کی طرف سے فرض ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے کلام میں عدل کو اختیار کرنے کے لیے ان الفاظ سے حکم فرمایا ہے:

" قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ "۔[٤]

" کہو کہ: میرے پروردگار نے تو انصاف کا حکم دیا ہے۔"

## عدل کا معنی و مطلب

العَدْلُ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا معنی انصاف ہے۔ یعنی کسی کو اس کا واجب حق دینا اور کسی پر جو حق واجب ہو اس سے لے لینا، برابری، بدلا اور فدیہ وغیرہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔" رجل عدل۔ انصاف پرور۔ امراۃ عدل، امراۃ عدلۃ۔"[٥]

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 78-92

عدل (قسط و انصاف) یہ قرآن مجید کا ایک اساسی قدر ہے۔ یہ مسلمانوں کا ایک بنیادی فرض بھی ہے۔ اعتدال عدل سے نکلا ہے۔ اس کا معنٰی ہے دونوں اطراف کا برابر کرنا، افراط و تفریط سے بچتے ہوئے درمیان کا راستہ اختیار کرنا، حقدار کو اس کا حق پورا پورا اور ٹھیک طرح سے پہنچانا، توازن کو قائم رکھنا۔ اس کو عدل کہتے ہیں۔[٦]

عدل کا اصطلاحی معنی بہت وسیع ہے۔ عدل کے مفہوم میں توازن، ہم آہنگی، انصاف، افراط و تفریط سے بچنا، مساوات، تناسب، تبدیلی، حقوق کی صحیح نمونے سے ادائیگی، میزان اور برابری وغیرہ شامل ہیں۔

## قرآن مجید میں عدل کا استعمال

قرآن مجید میں یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جیسے:

"وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْہَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُہَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا ہُمْ یُنْصَرُوْنَ "[٧]

"اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص بھی کسی کے کچھ کام نہیں آئے گا، نہ کسی سے کسی قسم کا فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ اس کو کوئی سفارش فائدہ دے گی، اور نہ ان کو کوئی مدد پہنچے گی۔"

اس آیت میں عدل فدیہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

"یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَہٗ مِنْکُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ ہَدْیًۢا بٰلِغَ الْکَعْبَةِ اَوْ کَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰکِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِکَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِہٖ ؕ عَفَا اللّٰہُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰہُ مِنْہُ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ "[٨]

"اے ایمان والو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو کسی شکار کو قتل نہ کرو۔ اور اگر تم میں سے کوئی اسے جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ دینا واجب ہو گا (جس کا طریقہ یہ ہو گا کہ) جو جانور اس نے قتل کیا ہے، اس جانور کے برابر چوپایوں میں سے کسی جانور کو جس کا فیصلہ تم میں سے دو دیانت دار تجربہ کار آدمی کریں گے، کعبہ پہنچا کر قربان کیا جائے، یا (اس کی قیمت کا) کفارہ مسکینوں کا کھانا کھلا کر ادا کیا جائے، یا اس کے برابر روزے رکھے جائیں، تا کہ وہ شخص اپنے کیے کا بدلہ چکھے۔ پہلے جو کچھ ہو چکا اللہ نے اسے معاف کر دیا، اور جو شخص دوبارہ ایسا کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا، اور اللہ اقتدار اور انتقام کا مالک ہے۔"

اس آیت میں عدل دو جگہ پر دو مختلف معنٰی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک دیانت دار تجربہ کار دوسرا برابر۔

عدل کے مترادف الفاظ جو قرآن مجید میں مستعمل ہیں۔ ان میں قسط، مستقیم، اعتدال، میزان، وسط، تقدیر اور ان کے مشتقات کا وارد ہونا شامل ہیں۔



ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

" نبی اکرم ﷺ نے آیت: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا "ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے" (البقرہ:۱۴۳) کے سلسلے میں فرمایا:"وسط سے مراد عدل ہے" (یعنی انصاف پسند) "۔[۹]

## عدل کے بارے میں اسلامی تعلیم

یہ سارے معانی و مطالیب اسلامی عدل کے نظریہ کی ماہیت اور ترکیب میں شامل ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں عدل دنیا کے سارے افکار اور زندگی کے سارے نظاموں اور قوانین کے اندر ہر اعتبار سے جامع اور ہمہ گیر اور اعلی قسم کا موجود ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق عدل کا کردار زندگی کے سارے وساتیر و قوانین کے مقابلے میں نمایاں نظر آتا ہے ۔ عدل کے بارے میں اسلامی تعلیم کچھ اس طرح ہے: اسلام نبوت کی بعثت کی وجہ عدل قائم کرنے اور لوگوں کو اعتدال پر چلانا بتاتا ہے۔

" لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ "[۱۰]

" حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب بھی اتاری، اور ترازو بھی، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں، اور ہم نے لوہا اتارا جس میں جنگی طاقت بھی ہے، اور لوگوں کے لیے دوسرے فائدے بھی، اور یہ اس لیے تاکہ اللہ جان لے کہ کون ہے جو اس کو دیکھے بغیر اس (کے دین) کی اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتا ہے۔ یقین رکھو کہ اللہ بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔"

اس آیت میں انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد عدل و اعتدال کو نافذ کرنا بتایا گیا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ "[۱۱]

" بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے، تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔"

## ہر چیز میں اعتدال مطلوب ہے

اسلام نہایت ہی عدل و انصاف کے ساتھ دنیا میں آیا ہے۔[۱۲] اللہ تعالی نیکی اور عدل کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ خالق نے ممدوح کردار اور سیرت کی تعمیر کے لئے اور اچھے اعمال اور نیکیوں کی اصل بنیاد عدل و انصاف کو بتایا ہے۔ جب انسان عدل اور اعتدال کو اپناتا ہے تو اس کے لیے ہر برائی سے بچنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اسلام ہر چیز میں اعتدال کو پسند کرتا ہے۔ مسلمانوں کو ہر کام میں اعتدال پسند رہنے کا حکم و ترغیب دی ہے۔ زندگی کے سارے کام جن میں کھانا، پینا، کمانا، محنت و مشقت حتی کہ عبادت میں بھی اعتدال کو ہی پسند کیا ہے۔ اللہ تعالی نے تمام عبادات، معاملے، حقوق وغیرہ کو اعتدال پر قائم رکھنے کو پسند فرمایا ہے اور شدت و سختی سے منع فرمایا ہے۔[۱۳] انسان میں اخلاق حمیدہ پیدا کرنے، اچھے معاشرے کی تعمیر اور انسانیت کی اصل معراج کے حصول کے لیے عدل کا ذکر فرمایا کہ ان چیزوں کے حصول کے لیے عدل کو لازم پکڑا جائے۔ اسلامی تعلیمات میں شریعت کے احکامات اور فقہ کے قوانین کی اصل بنیاد عدل ہی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اسلامی شریعت، اچھے معاشرے کی تعمیر، حلال

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 78-92

معیشت، عمدہ معاشرت اور اسلامی سیاست مطلب کہ زندگی کے سارے شعباجات مل کر ایک اسلامی وحدت جس کو اسلامی شریعت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسلام اعتدال کو ہی پسند کرتا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں میں مندرجہ بالا چیزوں کا پایا جانا چاہتا ہے۔ انسانی سوچ، انسانی چاہت، انسانی فوقیت برائی، لغویات اور خرافات سے آزاد ہو۔ اسلام اجتماعیت اور فرد کی باطنی و ظاہری یعنی روحانی اور جسمانی کیفیات و حالات کی اصلاح چاہتا ہے۔ اسلام انسان کی ذاتی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی یا معاشرتی زندگی میں عدل و انصاف اور دائمی امن و امان چاہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو فرمایا کہ اگر تم کو حکومت کرنے کا موقعہ ملے تو انصاف کرنے کے معاملے سے ہمیشہ اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا۔[١٤]

## عدل والے کے لئے بشارت

احادیث میں عدل وانصاف کرنے والے کے لئے بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے عدل کرنے والے کے لئے قیامت کے روز اللہ تعالی کے ہاں دونوں اطراف میں نور کے منبروں پر بیٹھے ہونے کی بشارت سنائی ہے۔[١٥] ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ:

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انصاف کرنے والے اللہ تعالی کے ہاں نور کے منبروں پر رحمٰن کی دائیں جانب ہوں گے۔ جو عدل کرتے ہیں اپنے فیصلوں میں اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اور اپنی رعایا کے ساتھ۔"[١٦]

قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا (سوائے اللہ تعالی کے عرش کے)، اس دن جن سات لوگوں کو اللہ تعالی اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا، ان میں ایک عادل حاکم بھی شامل ہے۔[١٧] رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ امیر لوگوں کو ان کا ظلم ہلاک کرانے والا ہوگا اور ان کا عدل ان کو آزاد کروائے گا۔[١٨] عادل بندے کی دعا کی قبولیت کی بشارت بھی حدیث میں سنائی گئی ہے۔[١٩]

"(پھر آپ ﷺ نے) فرمایا: اہل جنت تین (طرح کے لوگ) ہیں: ایسا سلطنت والا جو عادل ہے، صدقہ کرنے والا ہے، اسے اچھائی کی توفیق دی گئی ہے۔ اور ایسا مہربان شخص جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم دل ہے۔ اور وہ عفت شعار (برائیوں سے بچ کر چلنے والا) جو عیال دار ہے، (پھر بھی) سوال سے بچتا ہے۔"[٢٠]

اسلام دینی امتیاز، درجہ بندی، مذہبی تفریق، رشتہ داری اور تعلقات سے بالاتر ہوتے ہوئے زندگی کے ہر موڑ پر عدل کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم دیتا ہے۔ انسانی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اپنے دشمن کو ہر طرح سے نقصان پہنچانے اور ناانصافی کرنے کی سعی کرتا ہے۔ یا کسی سے کسی طرح بھی متاثر ہو کر عدل کا دامن چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یہی عداوت یا اثر ہے جو عدل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ جب اپنی ذات پر عدل کی بات آتی ہے تو بھی انسان مضطرب ہو جاتا ہے۔ اسلام ایسے حالات میں بھی عدل کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے جانے کا فرمان جاری کرتا ہے۔

## عدل کے معاملے میں کسی کی بھی رعایت کرنے سے ممانعت

اسلامی تعلیمات میں عدل کے نظام کے اندر یہ بہت عمدہ اور اعلیٰ خصوصیت ہے جس کو مساوات کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلامی قانون کے سامنے امیر ہو چاہے غریب، بادشاہ ہو چاہے فقیر یا خادم ہو چاہے مخدوم سب برابر ہیں۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ تو اپنے یا اپنے گھر والوں کے لیے بھی کسی قسم کا کوئی استثنیٰ گوارا نہ فرماتے۔[٢١]


ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

"اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ وہ شخص (جس کے خلاف گواہی دینے کا حکم دیا جارہا ہے) چاہے امیر ہو یا غریب، اللہ دونوں قسم کے لوگوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے، لہذا ایسی نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلنا جو تمہیں انصاف کرنے سے روکتی ہو۔ اور اگر تم توڑ مروڑ کروگے (یعنی غلط گواہی دوگے) یا (سچی گواہی دینے سے) پہلو بچاؤ گے تو (یاد رکھنا کہ) اللہ تمہارے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔"[٢٢]

حدیث میں ہے کہ:

"جناب ابو فراس (ربیع بن زیاد بن انس حارثی) سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: میں اپنے عمال اس لیے نہیں بھیجتا کہ تمہارے جسموں پر ماریں یا تمہارے مال تم سے چھین لیں۔ اگر کسی کے ساتھ ایسا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا مقدمہ میرے پاس لائے تاکہ میں اس سے قصاص لوں۔ تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا: اگر کسی نے اپنی رعایا میں سے کسی کی تادیب کی ہو (اسے سزا دی ہو) تو کیا آپ اس کا بدلہ لیں گے؟ فرمایا: ہاں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس سے بدلہ لوں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات سے بدلہ دلواتے تھے۔"[٢٣]

اسلام ہر حال میں عدل کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ چاہے وہ اپنے والدین، اولاد، یا کسی بھی رشتے دار کا معاملہ ہو تو بھی عدل سے کام لیا جائے۔ کسی کی مفلسی دیکھ کر رحم کی نظر کرتے ہوئے یا کسی کی امیری سے مرغوب ہو کر عدل کو چھوڑنے سے بھی منع فرماتا ہے۔ اس سے آیت میں اللہ تعالی ایمان والوں کو انصاف قائم کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ پھر چاہے سامنے والے سے کسی بھی قسم کا تعلق یا رشتہ ہو یا بات اپنی ذات کے اوپر آئے۔ اگر کسی نے اپنا دامن بچانے کے لئے کسی حیلے سے کام لیا یا لوگوں کی نظروں میں خود کو صحیح ثابت کرنے کے لیے کوئی حربہ چلایا اور خود کو حق پر ہونے والا ثابت کرنے کی کوشش کی تو خالق نے فرمادیا:

" فَاِنَّ اللّٰہَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا "[٢٤]

"تو (یاد رکھنا کہ) اللہ تمہارے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔"

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت معاویہؓ کو ایک خط لکھا اس میں طرفین کے لئے یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ طرفین کے درمیان دیکھنے اور بیٹھنے میں برابری رکھو۔[٢٥]

اللہ تعالی انسانی چال بازی اور مکر و فریب کو خوب جانتا ہے۔ پھر جو ناانصافی کرے گا تو وہ اپنا انجام سمجھ سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں بچ جائے اور لوگوں کی نظروں میں پاکیزہ ہی رہے مگر اس کی اصل حقیقت اللہ تعالی سے تو پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اس دنیا میں نہ سہی مگر آخرت میں اس کا انجام بہت برا ہونے والا ہو گا۔ کسی حاکم کے سامنے حق کلمہ کہنے کو اسلام نے افضل جہاد قرار دیا ہے۔[٢٦]

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہونے کی بنا پر انصاف، مساوات، اخوت دینی اور اخوت انسانی کو قائم رکھنے میں سب سے زیادہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سارے معاملات میں ہمیشہ مساوات کے اصول کو سامنے رکھتے تھے اور اپنی امت کو بھی اس پر عمل کرنے کی سختی سے تاکید فرماتے تھے۔[٢٧]

## عدل انفرادی اور عدل اجتماعی

اسلام زندگی کے ہر موڑ پر ہر حال میں چاہے کچھ بھی ہو مگر عدل کا تقاضا کرتا ہے۔ چاہے انسان کی اپنی انفرادی زندگی کا معاملہ ہو یا یا اجتماعی زندگی کا مگر ہر صورت میں عدل کا تقاضہ کرتا ہے۔ اسلام انفرادی زندگی میں بھی عدل کو اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے تو عدل اجتماعی کو بھی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ عدل جس طرح انسان کی انفرادی زندگی پر مثبت اثر ڈالتا ہے بالکل اسی طرح معاشرتی، قانونی، معاشی اور سیاسی اجتماعی زندگی پر بھی مثبت اثر ڈالتا ہے۔ اسلام کا یہ عدل والا پہلو ہی ہے جس نے دنیا کی دوسری قوموں کو اپنی طرف راغب کیا۔ اسلام کے عادلانہ نظام سے متاثر ہو کر دوسری قومیں اسلام کے پرچم کے سائے تلے جمع ہونے لگیں اور اسلام کو قبول کرنے کی سعادتیں حاصل کرنے لگیں۔ اسلام بہت ہی کم عرصے میں بہت سی قوموں کو اپنی عادلانہ روش سے متاثر کر کے اپنے اندر سمو چکا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اسلام تین براعظموں تک پھیل چکا تھا۔ اس کا سبب بھی اسلام کا عادلانہ رویہ ہی تھا۔ اسلام کے دشمن یا اسلام کو نہ ماننے والے بھی اسلام کے عادلانہ رویے پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ تاریخ اور سیرت کی کتب میں ایسے سینکڑوں واقعات موجود ہیں جن میں غیر مسلم لوگوں نے بھی مسلمانوں کو اپنے خصم کا ثالث بنا کر ان کے فیصلوں پر اعتماد کیا۔ ان کو بھی خوب علم تھا کہ اسلام کبھی بھی کسی کے ساتھ چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم مگر نہ انصافی کبھی نہیں کرے گا۔ یورپ جس کو اسلام سے زیادہ عداوت ہے، اس کے مصنفین حضرات یا وہ لوگ جو اسلامی تاریخ یا اسلامی ثقافت پر اپنی تحقیقات کر کے تصانیف کرنے والے ہیں یعنی مستشرقین حضرات، ان کی اکثریت اسلام کے عادلانہ روش کے بارے میں اسلام کے انصاف والے پہلو کے بارے میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اسلام اپنے نہ ماننے والوں کو بھی اپنے عادلانہ روش کا معترف بنانے والا ہے۔

اسلام انفرادی زندگی میں عدل کو اختیار کرنے کا حکم دے کر انفرادی حقوق و فرائض کا بتانے کے بعد فرد کو حلال و حرام، جائز و ناجائز، عدل و ناانصافی، حق و باطل، توحید و شرک، دیانتداری و بد دیانتی، واعدہ وفائی و بد عہدی، اخلاق ممدوحہ و اخلاق مذمومہ، اخلاق حمیدہ و اخلاق رذیلہ، ایمانداری و دھوکہ بازی، سچائی و بے ایمانی اور اچھائی و برائی وغیرہ میں واضع تمیز عطا فرما دی۔ جس طرح انفرادی زندگی میں عدل کو اختیار کرنا لازم بتایا بالکل اسی طرح اجتماعی زندگی میں بھی عدل کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ اسلام فرد کی اصلاح کر کے اجتماع کی اصلاح چاہتا ہے۔ انسان کو انفرادی عبادت کرنے کا حکم دیا تو اجتماعی عبادت کرنے کا بھی حکم دیا۔ اسلامی درسگاہیں اور مساجد اور اسلامی معاشرے اجتماعی ادارے ہیں۔ اسلام کا اجتماعی عدل اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسلام کے عالمگیر پہلو کو سامنے لایا جائے۔ عدل کا تعلق فرد، خاندان، سماج اور ملک کے سب اداروں کے ساتھ ہے۔ حقوق کی صحیح ادائیگی عدل سے ہی ممکن ہے۔ انسان کے اوپر بہت سے حقوق واجب الادا ہوتے ہیں۔ ان حقوق میں انسان کے اپنے ذاتی حقوق جو اس کی روح اور جسم کے اس پر ہوتے ہیں جن کو نفس کے حقوق، والدین کے حقوق، بہن بھائیوں کے حقوق، دوستوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، زوجین کے حقوق، اولاد کے حقوق، بڑوں کے حقوق، چھوٹوں کے حقوق، سماج کے حقوق، شہر والوں کے حقوق، ملت و ریاست کے حقوق اور وراثت کے حقوق وغیرہ شامل ہیں۔ ان سارے حقوق کو بنا عدل کے پورا کرنا ناممکن ہے۔ ان حقوق کو ادا کرنے کے لیے شریعت اسلام نے ہماری واضح رہنمائی کی ہے۔ اسلام اولاد کے درمیان بھی عدل کا تقاضا کرتا ہے۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بیٹوں کے مابین برابری کرو۔"[۲۸]



ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

## ملت اسلام کی خصوصیت

ملت اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے انسانوں کے حقوق جن میں فاتح اور مفتوح، ظالم و مظلوم، ہم مذہب و غیر مذہب، رشتہ دار و غیر رشتہ دار وغیرہ کے حقوق بھی واضح بیان فرمادیے ہیں۔ انسانوں کے حقوق کے ساتھ دوسری مخلوقات جن میں جانور پرندے اور دوسری ذی روح مخلوقات شامل ہیں کہ حقوق بھی واضح بیان فرمادیے ہیں۔ اسلام نے ان سارے حقوق کی ادائیگی کے عملی نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے میثاق مدینہ میں ریاست مدینہ کی حدود میں رہنے والے مختلف ملتوں اور مذاہب کے لوگوں کے حقوق کا بھی خاص خیال رکھا۔ ملت اسلام نے اجتماعی عدل میں معاشرتی حقوق کو اہمیت والا نمایاں مقام عطا کیا ہے۔ دنیا کے اندر آج بھی باپ دادا کے نام و نسب کو لے کر بہت سارے فتنے موجود ہیں۔ لوگ آج بھی اپنے نسب، رنگ و نسل، اور قومیت کو لے کر اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ خود کو دوسروں پر فوقیت دیتے ہیں۔ غیروں کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالی نے ان ساری دعواؤں کو ختم کر کے امتیازات کا مکمل تقویٰ پر ہی منحصر کر دیا ہے۔ اسلام تقویٰ کو ہی بنیاد بنا کر فوقیت دیتا ہے۔ یعنی جو جتنا زیادہ متقی ہو گا وہ اتنا زیادہ اللہ تعالی کا مقرب بندہ ہو گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

" یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ "[29]

"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔"

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نام و نسب، خاندان اور قومیں تو صرف پہچان کی خاطر ہی ہیں۔ باقی عزت اور اللہ تعالی کے قرب کا حصول پرہیز گاری اور تقویٰ سے ہی ممکن ہے۔ اس بات کی تائید کے لئے حجۃ الوداع کا خطبہ بھی موجود ہے۔ جس میں امام الانبیاء ﷺ نے یہ واضح کر دیا کہ تم سب ایک ہی انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ کسی بھی شخص کا نسب فخر کا حامل نہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر یا کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی طرح بھی نسبی یا خاندانی اعتبار سے کوئی فوقیت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر فوقیت ہے تو وہ صرف متقی شخص کے لئے ہی ہے۔

عدل اجتماعی کی مثال جو اسلام نے پیش کی ہے، دنیا کے باقی مذاہب یا ملل اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ دنیا میں عدل و انصاف اور حق پرستی کا دعویٰ تو سبھی کرتے ہیں مگر اصلی اور حقیقی عدل و انصاف کامل تو صرف اور صرف اللہ تعالی کی کتاب اور اس کی۔ شریعت بے بدل میں ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالی کے احکامات سے ہٹ کر عدل و انصاف کے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی وہ ناکام ہی رہے۔[30] عدل اجتماعی ملت اسلام کا ایک گوہر نایاب سرمایا ہے۔ ملت اسلام کا یہی عدل اجتماعی والا پہلو ہے جس کی بنا پر غلام آقا کے برابر کھڑا ہو گیا۔ یہی وہ خاصا ہے جس کی بدولت غلام بھی قیادت کے حامل بنے۔ یہی اسلامی تعلیمات کا وہ خاص پہلو ہے جس کی وجہ سے عورتوں کو ان کے حقوق ملے۔ اسلام ہی دنیا کی وہ واحد ملت ہے جس نے عورتوں کو ان کے اصل حقوق سے نوازا۔ جن کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کیا جاتا تھا۔[31] صرف جنسی خواہش پوری کرنے کا آلہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے ان کو معزز و مکرم درجہ دیا۔ ان کو تعظیم کا درجہ عطا کر کے

Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 78-92

مردوں کو ان کا محافظ بنا دیا۔ اجتماعی عدل کی وجہ سے بیواؤں کو حقوق ملے۔ یتیموں کے حقوق، ان پر شفقت کرنے کے بدلے میں اجر عظیم کے وعدے اور ان پر زیادتی کے بھیانک نتائج وانجام سے ڈرایا۔ بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا درس دیا۔ ان پر شفقت کی ترغیب دی۔

اسلام مسلمانوں کو اجتماعی نظام میں ڈھل کر ایک پاکیزہ معاشرہ بنا کر رہنے اور ایک اسلامی ریاست جو اصل میں اللہ تعالی کے احکامات کی پاسداری کرنے والی ریاست ہو پر قائم رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسلام نے ریاست مدینہ قائم کر کے اجتماعی عدل کا عملی نمونہ پیش کیا ہے، اس کے تحت اسلامی ریاست میں رہنے والے افراد اور اداروں کو ہر قسم کے ظلم وجبر سے چھٹکارا مل گیا، ہر ایک کو اس کے اصل حقوق مل گئے، معاشرے میں امن کی فضا قائم ہو گئی، ہر کوئی اللہ تعالی کے حکم کی پاسداری کرنے والا بن گیا۔

## غیروں کے ساتھ بھی عدل کا حکم

اگر اجتماعی عدل والا پہلو ہاتھ سے چھوٹ جائے تو اس ریاست کے افراد کی حق تلفی ہو گی، ان کی زندگیوں میں مشکلات بڑھ جائیں گیں، ادارے تباہ ہونے لگیں گے، معاشرے کا امن وسکون برباد ہو جائے گا، معاشرہ اپنا وجود کھو بیٹھے گا اور آخر میں ریاست ہی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی۔ حکومت یا ریاست ایک ایسی قوت ہوتی ہے جس کے تحت مختلف افراد اور ادارے معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ حکومت یا ریاست کے فرائض میں شمار ہوتا ہے کہ وہ اپنے افراد اور اپنے اداروں کو ظلم کرنے سے باز رکھے اور اپنے باشندوں کو ظلم وجبر سے بھی محفوظ رکھے۔ اسلامی تعلیمات کے تحت اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کے کا معاملہ کرے۔ چناچہ اللہ تعالی نے اپنے کلام میں رسول اللہ کو غیر مسلموں کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرنے کا حکم یوں ارشاد فرمایا:

> "لہٰذا (اے پیغمبر!) تم اسی بات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو، اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے، (اسی دین پر) جے رہو، اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو، اور کہہ دو کہ: میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہمارا بھی رب ہے، اور تمہارا بھی رب۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان (اب) کوئی بحث نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا، اور اسی کے پاس آخر سب کو لوٹنا ہے۔"[۲۱]

اسلامی تاریخ اور سیرت رسول کے مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح صاف نظر آتی ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے جانی دشمن تھے۔ مذکورہ بالا آیت کا مخاطب اول یہودی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کے ساتھ بھی عدل وانصاف والا معاملہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام دوست ہو یا دشمن مگر پھر بھی عدل وانصاف سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کا قلعہ فتح کیا تو مفتوحہ زمینوں کا معاملہ طے کرنے کے لیے حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کو بھیجا۔ یہودیوں نے اپنے ساتھ نرمی کے لیے ان کو رشوت دے کر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ یہودیوں کی ایسی پیشکش کے بعد انہوں نے صاف صاف الفاظ میں یہ فرمایا کہ تم لوگوں زمینوں کے مقابلے میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی محبت اور ان ہی کا حکم عزیز ہے۔ میں آپ لوگوں کی پیشکش کے بدلے میں حکم عدولی کسی بھی صورت میں نہیں کر


ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

سکتا۔ جب یہودیوں نے یہ دیکھا کہ وہ کسی بھی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف کرنے والا نہیں تو انہوں نے یہ بھی اعتراف کیا کہ "یہ ہی عدل ہے جس کی وجہ سے زمین و آسمان کا نظام قائم ہے۔"[۳۳]

## عدل مسلمان کا ایمان اور ظلم سزا کا مستحق ہے

اسلام نے عدل و انصاف کو محض قانون ہی قرار نہیں دیا بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر عدل و انصاف کو اپنا نا ایمان کا حصہ بنادیا ہے۔ عدل و انصاف پر قائم رہنے کو فرائض اسلام میں شامل کیا گیا ہے۔ عدل و انصاف کا دامن چھوڑنے والے کو آخرت کی سخت وعیدیں سنا کر سزا کا مستحق بتایا ہے۔ اجتماعی عدل کی خلاف ورزی کرنے والے کو قانون بھی سزا دیتا ہے اور وہ اللہ تعالی کے ہاں بھی سزا کا مستحق بنتا ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے کلام میں ظلم کرنے والے کو صاف ناکام ہونے والا بتایا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

" وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰہِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ"[۳٤]

" اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے، یا اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے؟ یقین رکھو کہ ظالم لوگ فلاح نہیں پاسکتے۔"

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خلفاء اور حکمران قریش میں سے ہوں گے۔ جب ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ رحم کریں، جب وہ کسی سے کوئی وعدہ کریں، تو اسے پورا کریں گے اور جب وہ فیصلے کریں تو عدل و انصاف سے کریں، اگر ان سے کسی نے یہ ذمہ داریاں ادا نہ کیں تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو گی۔"[۳۵]

اللہ تعالی نے صاف طور پر یہ بتادیا ہے کہ وہ ظلم کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

" اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ" [٣٦]

" اگر تمہیں ایک زخم لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی اسی جیسا زخم پہلے لگ چکا ہے۔ یہ تو آتے جاتے دن ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان باری باری بدلتے رہتے ہیں، اور مقصد یہ تھا کہ اللہ ایمان والوں کو جانچ لے، اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہید قرار دے، اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔"

عدل و انصاف نا کرنے والے سے آخرت میں پوچھ گچھ ہو گی۔[۳۷]

" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دس افراد کا امیر اور مسؤل قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ لوہے (کی زنجیر) سے جکڑا ہوا ہو گا، اس قید سے آزاد کرانے والی چیز اس کا عدل و انصاف ہو گا، اور جو آدمی قرآن مجید پڑھنے کے بعد بھلا دیتا ہے، وہ اللہ تعالی کو اس حال میں ملے گا کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا (یا کوڑھ زدہ) ہو گا۔"[۳۸]

دوسرے الفاظ میں یوں ارشاد فرمایا:

"جو آدمی دس افراد کی چھوٹی سی جماعت پر امیر اور حاکم مقرر ہوتا ہے، اسے قیامت کے روز باندھ کر پیش کیا جائے گا، اسے اس کا عدل وانصاف رہائی دلائے گا اور اس کا ظلم وجور اس کو ہلاک کر دے گا۔"[۳۹]

## اجتماعی عدل کی اصل

اجتماعی عدل کسی انسان کے عقل یہ علم کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ ہی کسی سوشل معاہدے کے نتیجے کا انجام ہے اور نہ ہی یہ کسی مخصوص انسان یا گروہ کی پسند اور چاہت کے نتیجے میں قائم ہوا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر صاحبِ اقتدار اپنی مرضی اور منشا کے مطابق اس میں ردوبدل کر سکتا تھا۔ مگر یہ بے بدل قانون ہے۔ جس کو کوئی انسان اپنی چاہت یا علم کے زور پر بدل نہیں سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے وضع کردہ اصول وضوابط ہیں۔ یہ خالق کی طرف سے نازل کردہ ایسا قانون ہے جو انسانوں کو زندگی کے سارے معاملات میں وحدانیت پر جمع کرتا ہے۔ ایسا معاشرہ جس میں دھرے اخلاقی معیارات پائے جاتے ہیں ایسے معاشرے اجتماعی عدل سے خالی ہوتے ہیں۔ اجتماعی عدل اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ جس طرح یہ دھرتی اللہ تعالیٰ کی مِلک ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ ہی کا قانون نافذ ہو، اس طرح اللہ تعالیٰ کی دھرتی پر اجتماعی عدل کا قیام بھی اللہ تعالیٰ ہی کا قانون ہے۔ اجتماعی عدل اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب انسان اپنی زندگی سے بنیادی متضادات کو نکال کر اپنی زندگی میں اپنی تعلیمی، معاشی، معاشرتی، ثقافتی، سیاسی اور قانونی معاملات میں اپنی منشاو چاہت پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو فوقیت دے۔ اپنی چاہت کو خالق کی منشا اور فرمان کے مطابق بنا دے۔ جیسے اسلامی تعلیمات کی اصل بنیاد توحید باری تعالیٰ ہے۔ اس طرح اجتماعی عدل کی اصل بنیاد توحید باری تعالیٰ ہی ہے۔ اجتماعی عدل کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کو مقدم رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کردہ فرمان کے مطابق اپنے حقوق و فرائض کی بجاآوری کی جائے۔ کسی قسم کی سستی نہ کی جائے۔ اپنے اختیارات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ہی فرمان کی اتباع کی جائے۔

دنیا میں جس طرح نام ونسب اور باپ دادا کی روایات پر سر اونچا کر کے عمل کرنے میں بڑائی اور فخر محسوس کیا جاتا ہے۔ اس طرح مسلمان کو بھی اسلام کے احکامات پر نازاں ہونا چاہیے۔ جاہلیت والی عصبیت، باپ دادا کی روایات اور حق و باطل کی اسلامی تصور سے مخالفت کرنی چاہیے۔ جیسے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید اور عدل کی دعوت دی تو انہوں نے اس کے جواب میں کہا:

"قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ"[۴۰]

"کہنے لگے: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ جس طور طریقے پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے، اس سے ہمیں برگشتہ کر دو، اور اس سرزمین میں تم دونوں کی چودھراہٹ قائم ہو جائے؟ ہم تو تم دونوں کی بات ماننے والے نہیں ہیں۔"

اسلام جو عالمگیر اخلاقی نظام والا معاشرہ چاہتا ہے اس میں عظمت، اولیت اور قطعیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کو حاصل ہوگی۔ اس کے برعکس کرنے والا اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور ہدایت الٰہی کا منکر شمار ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے اندر اجتماعی عدل میں مال و دولت کی تقسیم کو بنیادی استطاعت، ضرورت اور صلاحیت پر منحصر رکھا گیا ہے۔ اگر انسان استطاعت رکھتا ہو مگر وہ کوئی بھی کوشش نہ کرے، وہ صلاحیت رکھتا ہو مگر اپنے اختیار کو استعمال ہی نہ کرے، ایک یہ شخص دوسرا وہ شخص جو استطاعت کے مطابق سعی کرنے والا ہو، صلاحیت کے ساتھ اختیار کو


ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

استعمال کرنے والا ہو۔ اب یہ دونوں اسلام کی نظر میں برابر نہیں۔ مطلب کے اسلام کی نظر میں کوئی طبقاتی نظام نہیں ہے اور نہ ہی زیادہ مال، وسائل و اختیارات کے حامل شخص کی حکمرانی یا برتری مقصود ہے۔ اسلام کا اجتماعی عدل والا نظام صلاحیت پر مبنی وہ امانت والا نظام ہے جس میں امانتیں صرف ان کے اہل حضرات کو ہی دی جاتی ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا "[۴۱]

"(مسلمانو!) یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ یقین جانو اللہ تم کو جس بات کی نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ بیشک اللہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔"

## عدل اجتماعی کی اہمیت

معاشرے کے لیے عدل و انصاف کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔ اگر عدل معدوم ہو گا تو معاشرے میں بہت ساری برائیاں اور مشکلات جنم لیں گیں۔ معاشرے میں رہنے والے سارے انسانوں کے لیے کسب حلال رزق کے لیے مناسب مواقع کی فراہمی کے لیے اجتماعی عدل ایک لازمی عنصر ہے۔ اجتماعی عدل کی فراہمی معاشرے کی حاکم مشنری اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔ انہی کا فرض ہے کہ ہر ایک کو عدل کا موقع فراہم کرے تاکہ وہ کسب معاش کا ذریعہ عزت و احترام کے ساتھ پر سکون حالات میں اپنا سکے۔ حکمران مشنری اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اجتماعی عدل کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ اسلام اس کی ذمہ داری ریاست اور ریاست کی حکمران مشنری پر عائد کرتا ہے۔ اس اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اسلام مال و دولت کی گردش کو برقرار رکھنے کی خاطر زکوۃ، صدقات، خیرات و عطیات کا حکم اور ترغیب دیتا ہے، تاکہ عدل اجتماعی کو برقرار رکھنے میں مدد ملتی رہے۔ ان صدقات، خیرات، عطیات اور زکوۃ کی وجہ سے مفلس و مسکین لوگوں کی اعانت ہوتی رہے۔ اجتماعی عدل سے لوگوں کی مالی حالات مستحکم ہوتے ہیں۔ ان میں خود انحصاری پیدا ہوتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان حادثات کی وجہ سے اپنا کُل سرمایا گنوا کر مفلس بن جاتا ہے۔ ایسے افراد کے لیے اسلامی اجتماعی عدل میں تکافل اجتماعی کا تصور پہلے سے موجود ہے۔ جب کسی ایسے شخص ہے کہ ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جاتا ہے اور وہ کسمپُرسی کی حالت کو پہنچ جاتا ہے تو اجتماعی تکافل کا ادارہ جس میں معاشرے کے لوگ اپنا اپنا حصہ شامل کرتے ہیں، ان کے اجتماعی حصوں کے مجموعہ سے اس کے نقصان کو پورا کیا جاتا ہے۔ اسلام کسی بھی شخص کے شعور اور فیصلے کی آزادی کو سلب نہیں کرتا۔ نہ ہی کسی پر اپنے تصورات و ثقافت کو زبردستی مسلط کرتا ہے۔ آج دنیا میں سامراجی نظام قائم ہے۔ خود کو تہذیب یافتہ قومیں سمجھنے والے ممالک اپنے ملکی کے باشندوں کے ساتھ ساتھ دوسری قوموں پر بھی اپنی ثقافت، اپنی تعلیم، اپنی معاشی حکمت عملی، اپنے اطوار اور اپنی سیاست کے طریقے زبردستی مسلط کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ ان کے اس جارحانہ عمل میں آج کا میڈیا اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ایسی قومیں دوسری قوموں کو اپنی سوچ و فکر، تہذیب و تمدن اور اپنی ثقافت کا گرویدہ بنا کر سامراجی غلام بنانے کی کوشش میں ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اجتماعی عدل کے ذریعے ہر ایک شخص کو رائے کی آزادی اور عمل کی آزادی دے کر شعور، آگاہی اور صحیح و غلط کو جان کر اس کی روشنی میں کسی عمل کو قبول کرنے یا رد کرنے کا پورا حق دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس آمریت، بادشاہت، سرمایہ دارانہ نظام اور مشترکہ نظام اپنی جابرانہ اور سامراجانہ معاشی اور سماجی اور سیاسی مضبوط پکڑ بنا کر فرد سے اس کی قوتِ فیصلہ سلب کر لیتا ہے۔ اسلام کا عادلانہ نظام اس استحصال سے آزادی کا نام ہے۔ اسلام سب انسانوں کو بحیثیت

انسان برابر قرار دیتا ہے۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور انسانوں کے درمیان نام و نسب، رنگ و نسل یا زبان کے مختلف ہونے کی بنا پر ان کے درمیان کسی بھی قسم کا فرق کرنا ظلم وزیادتی شمار کرتا ہے۔ تمام انسان بحیثیت انسان اسلام اور اسلامی قانون کی نظر میں یکساں ہیں۔[42] البتہ استطاعت اور عہدے کے اعتبار سے ہر ایک کی ذمہ داری اور جوابدہی الگ الگ ہے۔ سب انسان انسانی حقوق میں مساوی ہیں۔ جس طرح کسی مسلمان کو حقوق حاصل ہیں، اسی طرح دوسرے غیر مسلموں کو بھی وہی انسانی حقوق حاصل ہیں۔ جس انسان کی ذمہ داری ہے یا جیسی جوابدہی ہے اس کے مطابق اس کا معاوضہ ہونا یہ بھی ایک فطری عدل ہے۔

## نتائج بحث

دنیا میں بہت سارے مذاہب اور فکرات کے پیروکار لوگ موجود ہیں۔ ہر مذہب یا فکر انسانوں کو آسانی فراہم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسلام الہامی مذہب ہے۔ اسلام کے سارے احکامات اللہ تعالی کی طرف سے طے شدہ ہیں۔ اسلام نے انفرادی عدل اور اجتماعی عدل کی جو تعلیم پیش کی ہے دنیا کے باقی مذاہب وادیان ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اسلام نے محض عدل کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اس کی عملی صورت بھی پیش کی اور اپنے ماننے والوں کو سختی سے اس پر عمل پیرا رہنے کا حکم بھی دیا۔ عدل کو تھامے رہنے والے کے لیے دنیا و آخرت میں انعامات اور عزت واحترام والا مقام رکھا اور عدل پر عمل پیرا نہ رہنے والے کے لئے سخت سزائیں بھی مقرر کیں۔ عدل ایک ایسی خوبی ہے جو ایک فرد سے شروع ہو کر سماج کی بقا تک کام آتی ہے۔ اسلام کے عدل نے غیروں کو اپنی طرف کھینچا۔ اسلام کو نا ماننے والے لوگ بھی اسلام کے عدل کے معترف ہیں۔

## سفارشات

۱. عدل مسلمانوں کا قیمتی سرمایہ ہے۔ اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے مسلمانوں کو ترغیب دی جائے۔ ان کے دلوں میں عدل کی اہمیت اور دنیاوی واخروی فوائد کو اجاگر کیا جائے تاکہ معاشرے میں عدل کی وجہ امن کی فضا پیدا ہو جائے اور مسلم معاشرہ عدل کا گہوارہ بن جائے۔
۲. مقررین حضرات اپنی تقاریر میں عدل کو خاص موضوع بنائیں۔ امت مسلمہ کو اس انمول سرمایے کی اہمیت سے واقف کیا جائے۔ ان کے جذبات کو اجاگر کر کے معاشرے میں عدل کو فروغ دینے کی کوشش کی جائے۔
۳. محققین اور مصنفین اپنی تصانیف میں عدل پر مکالے، مضامین اور کتابیں تصنیف کر کے عام کریں۔ تاکہ ہر مسلمان کے علم میں عدل کی اہمیت تازہ رہے۔
۴. درسی کتب میں عدل پر مشتمل اسباق کو شامل کیا جائے۔ ان میں عدل کی اہمیت، اس کے فوائد، اس کے بھیانک نتائج پر بحث کی جائے۔ ہماری نئی نسل کے ذہنوں میں عدل کی افادیت کو مستحضر کرنے کی کوشش کی جائے۔
۵. تعلیمی اداروں اور سماجی تنظیموں کی طرف سے عدل کے موضوع پر طلباء کا تقریری، تصنیفی اور سوال وجواب کا مقابلہ کروایا جائے۔
۶. عدل کی تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کی جائے۔ عوام کو عدل کی افادیت اور ناانصافی کے نقصانات سے واقف کروایا جائے۔


ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

۷. یونیورسٹی کی سطح پر عدل کے موضوع پر تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں۔

## حوالہ جات


[۱] القرآن ۱۸:۳۔

[۲] سید عبدالرحمٰن بخاری، اسلامی ریاست میں عدل نافذ کرنے والے ادارے (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 2015ء) ص ۵۔

[۳] القرآن ۸:۵۔

[۴] القرآن ۷:۲۹

[۵] کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، اشاعت اول، (کراچی: ادارہ اسلامیات، 2001ء)، ص ۱۰۵۵۔

[۶] صدیقی، عرفان حسن، عدل اسلامی معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری، طبع اول، (لاہور: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، 1993ء)، ص ۲۴۔

[۷] القرآن ۲:۱۲۳۔

[۸] القرآن ۵:۹۵۔

[۹] ترمذی، جامع الترمذی، جلد سوم، کتاب: تفسیر قرآن کریم، باب: سورۃ البقرہ سے بعض آیات کی تفسیر، حدیث نمبر 2961۔

[۱۰] القرآن ۵۷:۲۵۔

[۱۱] القرآن ۱۶:۹۰۔

[۱۲] ابن قیم، الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ کا اردو ترجمہ اسلام میں عدل کے ضابطے، مترجم پروفیسر طیب شاہین لودھی، طبع اول، (ملتان: فاروقی کتب خانہ، 1993ء)، ص ۳۷۔

[۱۳] القادری، محمد طاہر، اسلام دین امن ورحمت ہے، طبع اول، (لاہور: منہاج القرآن پرنٹرز، 2017ء)، ص 231۔

[۱۴] حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد ۱۱، کتاب: خلافت وامارت کے مسائل، باب: سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ، حدیث نمبر 11892۔

[۱۵] النیشاپوری، محمد بن مسلم، صحیح مسلم، کتاب: امور حکومت کا بیان، باب: عادل حاکم کی فضیلت، ظالم حاکم کی سزا، رعایا کے ساتھ نرمی کی تلقین اور ان پر مشقت ڈالنے کی ممانعت، حدیث نمبر 4721۔

[۱۶] نسائی، سنن نسائی، جلد سوم، کتاب: (قضاء اور) قاضیوں کے آداب ومسائل، باب: فیصلے میں انصاف کرنے والے حاکم کی فضیلت، حدیث نمبر 5381۔

[۱۷] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب: زکوٰۃ کے مسائل کا بیان، باب: خیرات داہنے ہاتھ سے دینی بہتر ہے، حدیث نمبر 1423۔

[۱۸] خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، کتاب: امارت وقضاء کا بیان، باب: امارت وقضاء کا بیان، حدیث نمبر 3697۔

[۱۹] ترمذی، جامع ترمذی، جلد دوم، کتاب: جنت کا وصف اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ، باب: جنت کا وصف اور اس کی نعمتوں کا بیان، حدیث نمبر 2526۔

[۲۰] مسلم، صحیح مسلم، کتاب: جنت، اس کی نعمتیں اور اہل جنت، باب: وہ صفات جن کے ذریعے سے دنیا میں اہل جنت اور اہل جہنم کی پہچان ہو سکتی ہے، حدیث نمبر 7207۔

[۲۱] سید محمد متین ہاشم، اسلامی نظام عدل کا نفاذ مشکلات ان کا حل، (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 2015ء)، ص ۱۰۔

[۲۲] القرآن ۴:۱۳۵۔

[۲۳] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، جلد چہارم، کتاب: دیتوں کا بیان، باب: مارپیٹ کا قصاص اور امیر کو اپنے سے قصاص دلوانے کا بیان، حدیث نمبر 4537۔

[۲۴] القرآن ۴:۱۳۵۔

[۲۵] قاسمی، مجاہد الاسلام، اسلامی عدالت (اسلام کے عدالتی قوانین کا مجموعہ)، ص 143۔

[۲۶] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، جلد چہارم، کتاب: اہم معرکوں کا بیان جو اس امت میں ہونے والے ہیں، باب: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان، حدیث نمبر 4344۔

AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 78-92

[۲۷] شہاب، رفیع اللہ، اسلامی ریاست کا عدالتی نظام، (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، 1993ء)، ص ۵۹۔

[۲۸] احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد ۸، کتاب: نیکی اور صلہ رحمی کے مسائل، باب: اولاد کے فوائد اور ان کی تربیت کرنے اور ان پر نرمی کرنے کی ترغیب کا بیان، حدیث نمبر 9033 ۔

[۲۹] القرآن ۴۹:۱۳۔

[۳۰] غازی، محمود احمد، ادب القاضی، طبع دوم، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1993ء)، ص ۷۹۔

[۳۱] شافعی، محمد بن ادریس، الام، (بیروت: دار الوفاء، 2001ء)، ۶:۳۔

[۳۲] القرآن ۴۲:۱۵۔

[۳۳] احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد ۱۰، کتاب: فضائل ومناقب کی کتاب، باب: خیبر کے اموال اور زمینوں کی یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم کا بیان، حدیث نمبر 10823 ۔

[۳۴] القرآن ۶:۲۱۔

[۳۵] احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد ۱۱، کتاب: الفضائل، باب اول: اس امر کا بیان کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں کس کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں فرمایا، حدیث نمبر 12025 ۔

[۳۶] القرآن ۳:۱۴۰۔

[۳۷] احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد ۱۱، کتاب: الفضائل، باب سوم: ہر امام، امیر اور لوگوں کے معاملات کا مسئول بننے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ رعایہ کے امور میں عدل و انصاف سے کام لے اور ظلم وجور سے بچے، بیشک اس سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی، حدیث نمبر 12041 ۔

[۳۸] ایضا، جلد ۸، کتاب: قرآن مجید کی اور اس کے تلاوت آداب کا بیان، باب: قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے اور اس کو یاد رکھنے کا بیان اور اس سے ممانعت کہ بندہ یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں، حدیث نمبر 8392 ۔

[۳۹] ایضا، جلد ۱۱، کتاب: الفضائل، باب سوم: ہر امام، امیر اور لوگوں کے معاملات کا مسئول بننے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ رعایہ کے امور میں عدل وانصاف سے کام لے اور ظلم وجور سے بچے، بیشک اس سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی، حدیث نمبر 12042 ۔

[۴۰] القرآن ۱۰:۷۸۔

[۴۱] القرآن ۴:۵۸۔

[۴۲] نیازی، لیاقت علی خان، اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور، طبع اول، (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی، 1996ء)، ص ۵۱۔


ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X